کے واقعات کی روشنی میں اس کے ذہن و فکر کے ابعادِ ثلاثہ متعین کئے ہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ اس کے اشعار کو منطبق کیا ہے پھر اس عمل سے وہ جس نتیجہ پر پہنچے ہیں اس کا اظہار سنجیدہ و متین لہجہ میں صاف صاف کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کا سب سے اچھا مضمون جوش ملیح آبادی پر ہے اس میں خود ساختہ شاعرِ انقلاب کے لئے ایک ایسا آئینہ تیار کر دیا گیا ہے جس میں اپنی شکل دیکھ کر خود اس کو اپنے سے گھن آنی چاہئے۔ شروع میں لائق مصنف کے قلم سے ایک مقدمہ ہے جس میں آج کل کے عام تنقید نگاروں پر لطیف انداز میں تبصرہ کیا گیا ہے۔ پھر بڑی بات یہ ہے کہ مصنف نے جو کچھ لکھا ہے خلوص اور صفائی کے ساتھ لکھا ہے۔ عام روش کے برخلاف مغربی مصنفین کے نام لے کر یا ان کے خیالات کو اردو کا جامہ پہنا کر قارئین کو مرعوب کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب ہر صاحبِ ذوق کے مطالعہ کے لائق ہے۔

ہندوؤں کی تعلیم مسلمانوں کے عہد میں از مولانا سید سلیمان ندوی رح تقطیع خورد ضخامت ۱۲۸ صفحات کتابت و طباعت بہتر۔ قیمت درج نہیں۔ پتہ: ادارہ تصنیف و تالیف آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی۔

مولانا مرحوم نے یہ مقالہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس کلکتہ منعقدہ ۱۹۱۸ء میں پڑھا تھا اور اسی زمانہ میں اس کا بڑا چرچا ہوا تھا اس میں مولانا نے یہ بتایا ہے کہ مسلمانوں کی عہدِ حکومت میں ہندوؤں کے لئے علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرنے کی کیا کیا سہولتیں تھیں اور ان سے فائدہ اٹھا کر ہندو کس طرح تاریخ، شعر، لغت، مصوری، طب اور دوسرے علوم و فنون میں کمال حاصل کرتے اور حکومت میں ان کا کیسا وقار و مرتبہ ہوتا تھا۔ شروع میں ہند و عرب کے باہمی روابط پر بھی ایک اجمالی نظر ڈالی گئی ہے۔ اجمالی اس لئے کہ اس موضوع پر مولانا کی خود ایک مستقل کتاب ہے۔ تحقیق اور زبان کے اعتبار سے یہ رسالہ بھی مولانا کے قلم کی خصوصیات کا حامل ہے، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ اس کی توجہ سے یہ ایک بلند پایہ علمی مقالہ اس لائق ہو سکا کہ ارباب ذوق اس سے استفادہ کر سکیں۔